آج تحریک جدید ایک بہت بڑا درخت بن گئی ہے جو سارا سال ہی پھلوں سے لدا رہتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍نومبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنۡجِيۡكُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ ○ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ تُجَاهِدُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ‌ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۔ (الصف: ۱۱، ۱۲)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

سورۂ صف کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں ایثار اور قربانی کے وطیرہ کو اختیار کرنے کی برکات کا ذکر کیا ہے اور اس میں مالی جہاد کا بھی ذکر ہے۔ دراصل مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ (البقرۃ: ۴) میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہوتا ہے وہ اس کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زندگی دی۔ زندگی کی ایک مدت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو موت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زندگی میں انسان کی ترقیات کیلئے اسے بہت سی قوتیں، صلاحیتیں اور استعدادیں عطا کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کے مناسب حالات پیدا کرنے کیلئے وسائل کے طور پر اسے مال اور دولت عطا کئے۔ گویا ہر جہت سے اور ہر لحاظ سے اس نے اپنی عطا سے ہماری جھولیوں کو بھر دیا اور ہم سے یہ مطالبہ کیا کہ جو

کچھ بھی میں نے تمہیں دیا ہے اس میں سے میری راہ میں میرے کہنے پر اور میری تعلیم کے مطابق میری توحید کے قیام کیلئے میرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کونوع انسانی کے دلوں میں پیدا کرنے کیلئے خرچ کرو۔ جو سرمایہ ہے وہ بھی اسی کا ہے لیکن احسان عظیم فرماتے ہوئے وہ ہمیں یہ کہتا ہے کہ میرے ساتھ تجارت کرو گے تو گھاٹے میں نہیں رہو گے۔ میرے ساتھ تجارت کرو گے اور میرے ہی مال کو مجھے واپس دو گے، میری ہی عطا کردہ قوتوں کو میری راہ میں خرچ کرو گے‘ میری ہی دی ہوئی زندگی کے دنوں کو میری عبادات میں‘ میری تسبیح وتحمید میں اور میرے بندوں کی خدمت میں لگاؤ گے اور اگر ضرورت پڑے تو جو موت میں نے تمہارے لئے مقدر کی ہے اس کو بشاشت سے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اس موت کو میرے لئے قبول کرلو گے تو تمہیں عذاب الیم سے بچایا جائے گا اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو عذابِ الیم میں مبتلا ہو گے۔

ان آیات میں بہت لمبا مضمون ہے مگر اس تفصیل میں میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مالی جہاد کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک عظیم جہاد قرار دیا ہے اور انسان اگر عقل اور فراست رکھتا ہو تو حیران ہوتا ہے کہ وہ خود ہی ہمارے ہاتھوں میں دولت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے دو گے (اس میں سے جو میں نے تمہیں دیا ہے) تو میں تمہیں عذاب الیم سے بچا لوں گا۔ پس یہ گھاٹے کا سودا نہیں یہ تو بڑا ہی نفع مند سودا ہے اور جو لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں، جو اس کی طرف توجہ نہیں کرتے‘ جو اس کو اچھا نہیں سمجھتے، جو اس کی حقیقت کو نہیں پہچانتے‘ جو اپنی نسلوں کی بہبود کا خیال نہیں رکھتے‘ جو اپنے مستقبل کی پرواہ نہیں کرتے جو اُخروی زندگی کا تصور اپنے دماغوں میں نہیں لاتے اور اللہ تعالیٰ نے جو بشارتیں دی ہیں ان بشارتوں کے مطابق خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے حصول کیلئے کوشاں نہیں‘ وہ بڑے ہی خسارے میں ہیں ۔ وہی عذاب الیم ہے۔جس نے خدا کو ناراض کرلیا‘ اس سے بڑا اور کیا عذاب اس کو ملے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو انسان کی اپنی سمجھ پر نہیں چھوڑا کہ وہ کب اور کس طرح اور کن راہوں پر اس کی خوشنودی کے حصول کیلئے خرچ کرے بلکہ ابتدائے اسلام سے اللہ تعالیٰ نے

اس کی راہنمائی کا انتظام کیا ہے۔ابتدا تو ہوئی اس عظیم ہستی سے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہ جن کی عظمت اور جلالت کا تصور میں بھی انسانی ذہن احاطہ نہیں کر سکتا۔آپ اعلان کرتے تھے کہ خرچ کرو۔آپ کی طرف سے یہ اعلان ہوتا تھا کہ یہ راہ ہے خرچ کرنے کی اس میں مال دو۔کبھی جب دشمن تلوار سے حملہ آور ہوتا تھا تو اس کے مقابلہ کیلئے مال کو خرچ کرنے کی ندا آتی تھی۔اپنے اوقات کو خرچ کرنے کی ندا آتی تھی کہ کاموں کو چھوڑو اور اسلام کی حفاظت کیلئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یا آپ کے مقرر کردہ سپہ سالار کی معیت میں کام کاج ہر چیز کو چھوڑ کر باہر نکلو اور اپنے وقتوں کو خرچ کرو اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ان کو یہ کہا جاتا کہ شہادت ایک عظیم انعام ہے ہوسکتا ہے تمہیں وہ بھی مل جائے۔زندگی کے لمحات کا خدا کی راہ میں خرچ کرنا یہ بھی ایک طریق ہے خدا کی راہ میں زندگی وقف کر دینے کا اور خدا کی راہ میں شہادت کو قبول کر لینا یہ موت بھی جو اس نے عطا کی ہے عظیم احسان ہے۔انسان کی موت ایک عظیم پس منظر رکھتی ہے۔اس موت کو خدا کیلئے قبول کر لینا اور ابدی جنتوں کا وارث بن جانا یہ بھی ایک عظیم انعام ہے۔

پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلاتے تھے اموال کے خرچ کرنے کی طرف، بلاتے تھے اوقات کے خرچ کرنے کیلئے، بلاتے تھے جانوں کو دے دینے کیلئے۔مُٹھی بھر صحابہ تھے جو غیر تربیت یافتہ تھے۔ان ذمہ داریوں کے ادا کرنے کی ان کو پوری مشقیں نہیں تھیں۔ان کی پہلی زندگی کچھ اس رنگ کی تھی کہ ان کو زیادہ تلوار چلانے کی بھی پہلے عادت نہیں تھی لیکن اسے کون دیکھتا تھا کہ مجھے تلوار چلانی آتی ہے یا نہیں۔وہ تو یہ دیکھتے تھے کہ خدا کی راہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز جب بلائے تو اس آواز پر لبیک کہنا ہماری زندگی کا بہترین ثمرہ اور بہترین انعام ہے لیکن ہماری زندگیوں میں آج کے زمانہ میں تو تلوار کی جنگ کیلئے نہیں بلایا جاتا۔اس زمانہ کے حالات ایسے ہیں کہ دشمن نے جو صدیوں یہ اعتراض کیا کہ اسلام نعوذ باللہ تلوار کے زور سے پھیلا تھا اگرچہ یہ جہالت کا الزام تھا، یہ حماقت کا الزام تھا، یہ شرارت کا الزام تھا، یہ شیطنت کا الزام تھا مگر تاہم یہ ایک الزام تھا۔دنیا میں اس الزام اور اس اعتراض کو اتنا دہرایا گیا کہ مثلاً عیسائی دُنیا عیسائیت کو چھوڑ بیٹھی۔لیکن اسلام کے

خلاف جو یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ یہ اعتراض ان کے دماغوں سے نہیں نکلا۔

میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ۱۹۶۷ء میں زیورچ (سوئٹزرلینڈ) میں T.V کا ایک گروپ میرے انٹرویو کیلئے آیا۔ انہوں نے ایک سوال یہ کیا کہ آپ ہمارے ملک میں اسلام کو کیسے پھیلائیں گے؟ یہ سیدھا سادہ سوال بڑے ادب سے پوچھا گیا تھا لیکن دراصل ان کے دماغ کی جو کیفیت تھی وہ یہ تھی کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلتا ہے اور تلوار ہم نے تمہارے ہاتھوں سے چھین لی ہے اب تم اسلام کو کیسے پھیلاؤ گے۔ میں نے سوچا کہ عیسائی پادریوں نے ان کے دلوں میں عیسائیت قائم رکھنے کی جو کوشش کی وہ اس میں تو ناکام ہو گئے ہیں لیکن یہ اعتراض ابھی تک ان کے دلوں میں راسخ ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ میں نے جو حقیقت تھی وہ بغیر کسی تکلف کے اسی وقت ظاہر کر دی۔ میں نے کہا کہ ہم پیار اور محبت سے تمہارے دل جیتیں گے اور اسلام کو پھیلائیں گے۔ ان کا ردعمل اس طرح تھا کہ جس طرح کسی کو پکڑ کے ایک جھٹکا دیا جائے کہ یہ کیا جواب ہمیں مل گیا ہے اور اس کا اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے کہا کہ یہ تو ہم ضرور T.V پر لانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میری بھی یہ خواہش ہے کہ ضرور T.V پر لاؤ کہ اسلام دلوں کو جیت کر تمہارے ملکوں میں پھیلے گا۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے یہ تدبیر کی ہے کہ نوع انسانی کو بحیثیت نوع انسانی اسلام میں داخل کرے۔ الّا ماشاء اللہ۔ کچھ لوگ چوہڑے چماروں کی طرح غیر مسلموں میں سے باقی بچ جائیں جو اسلام نہ لائیں تو اور بات ہے لیکن نوع انسانی اسلام کو پیار اور محبت کے نتیجہ میں قبول کرے گی اور توحید پر قائم ہوگی اس محبت کے نتیجہ میں جو اسلام ان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ہمارے ذمے یہ لگایا گیا ہے کہ ہم اسلامی تعلیم کو اسلام کی پیار کی تعلیم کو اور بے نفس خدمت کی تعلیم کو ان کے سامنے پیش کریں۔ اس اعتراض کو جو صدیوں سے اسلام پر کیا جا رہا ہے اس اعتراض کو کہ اپنے مذہب کو انہوں نے چھوڑ دیا مگر ان کے دماغ اسلام پر اس اعتراض کو نہیں چھوڑ سکے اس اعتراض کو آج ہم نے دور کرنا ہے۔ ان کے دلوں سے اس کو مٹانا ہے ان کے ذہنوں سے اس نقش کو ہم نے مٹا دینا ہے اور ان کو مجبور کرنا ہے۔ اسلام کی محبت اور

پیار کی تعلیم پیش کر کے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے اسلام کی جو اتنی بڑی تعلیم ہے وہ ان کے سامنے پیش کر کے اور اس اعتراض کو کلیۃً جڑ سے اکھیڑ کر باہر پھینک دینا ہے اور اس بات پر انہیں قائم کرنا ہے کہ اسلام واقعہ میں پیار اور محبت کے ساتھ پھیلا تھا اور اس قدر زبردست انقلابات سے بھری ہوئی اس دنیا میں اس معمورۂ ارض پر (کہ پہلے اس قسم کا معمورہ نہیں تھا) اسلام کا پیار کے ساتھ پھیل جانا یہ ثابت کرے گا کہ پچھلے زمانوں میں بھی اسلام پیار سے پھیلا تھا اور یہ اعتراض غلط ہے کہ اسلام کو اپنی اشاعت کے لئے تلوار کی ضرورت پڑی۔

اس پیار کو پھیلانے کے لئے اس پیار کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے وقت کی بھی ضرورت ہے۔ تکالیف کے برداشت کرنے کی بھی ضرورت ہے، اموال کی بھی ضرورت ہے اور اپنے عمل سے بھی یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ اسلام اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ایک مسلمان خدا کی مخلوق کی خدمت پر مامور ہے، بعض نوجوانوں کو بعض حالات میں غصہ آتا ہے تو میں ان کو سمجھایا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یعنی جماعت احمدیہ کو زندہ کرنے کے لئے پیدا کیا ہے مارنے کے لئے پیدا نہیں کیا اور حقیقی زندگی وہ ہے جو خدا میں ہو کر گزاری جائے۔ باقی تو اگر انسان کی زندگی حیوان کی زندگی سے مختلف نہ ہو تو وہ کیا زندگی ہے لیکن انسان کی وہ زندگی جو خدا میں ہو کر گزاری جائے وہ انسان کی حقیقی زندگی ہے اور اس قسم کی زندگی دنیا کو دینے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ پر عائد کی گئی ہے اور میں نے بتایا ہے کہ اس کیلئے جہاں اور بہت سی اور مختلف قسم کی عطایا میں سے خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے وہاں مال میں سے خرچ کرنے کیلئے بھی بلایا جاتا ہے۔ پس کبھی تو ان حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تلوار کے جو اسلام کے خلاف میان سے نکلتی تھی فساد اور شر سے مسلمان کو بچانے کے لئے مسلمان کو بلاتے تھے اور کبھی جہاد کے سفر میں راشن کم ہو جاتا تھا تو اعلان کرتے تھے کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ خزانے میں جمع کرا دے۔ جس کے پاس پانچ کھجوریں ہیں وہ بھی اور جس کے پاس پانچ من کھجوریں ہیں وہ بھی اور وہ برابر کی تقسیم ہو جائیں۔ یہ خالصۃً انسانی پیار کا جلوہ ہے۔ مجھے تو یہی نظر آتا ہے امید ہے کہ آپ کو بھی ایسا ہی نظر آئے گا۔ پس جس وقت انسان کو بھوک کی تکلیف کا اندیشہ پیدا ہوا تو سب کو برابر کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تکلیف اٹھائیں

گے تو ہم سب اٹھائیں گے اور خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ اس تھوڑے میں برکت ڈالی اور ان کی سیری کے سامان پیدا کئے۔ میرے علم میں نہیں ہے کہ صحابہ نے کہیں یہ بھی ذکر کیا ہو کہ اس کے باوجود ہمیں بھوک کی بہت تکلیف اٹھانی پڑی کیونکہ اصل میں غذا کی مقدار نہیں بلکہ اس مقدار کا انسان کے اندر سیری کا احساس پیدا کرنا اصل چیز ہے۔ مختلف آدمی مختلف مقدار میں غذائیں کھاتے ہیں کسی کو ایک چھٹانک آٹا سیر کر دیتا ہے اور اس کے اندر سیری کا احساس پیدا کر دیتا ہے اور کسی کو آدھ سیر آٹا بھی سیر نہیں کرتا۔ ایسے لوگ بھی میرے علم میں ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے اور انسان کے جسم کی ضروریات کو تھوڑے میں پورا کر دے تو وہ اس پر قادر ہے اور اپنے بندوں سے وہ کبھی اس طرح بھی پیار کرتا ہے کہ تھوڑے میں اتنی برکت ڈالتا ہے کہ انسان کے جسم کی ضرورتیں اس کے پیارے بندوں کے جسم کی ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں۔

اس زمانہ میں زندگی کے وقف کیلئے اعلان ہوتا ہے اپنے اموال کے خرچ کرنے کیلئے اعلان ہوتا ہے۔ اُس طرح میدان جنگ کا اعلان نہیں ہوتا کیونکہ اس اعتراض کو دور کرنے کیلئے تو یہ زمانہ آیا ہے اور اس اعتراض کو دور کرنے کیلئے تو مہدی معہود علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں اور اس اعتراض کو دور کرنے کیلئے تو ہمیں مہدی معہود سے متعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں نظر آتی ہیں۔ اس پیار سے اسلام کو پھیلانے کیلئے آج کی دنیا میں اموال کی ضرورت ہے۔ پہلے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ندا لی کیونکہ اصل ندا تو آپ ہی کی ہے باقی تو ساری ندائیں طفیلی ہیں اور اب میں نے مہدی کے زمانے کی ندا لے لی۔ بیچ کا سارا زمانہ ایسا ہے جس میں خدا تعالیٰ کے پیارے اور محبوب اور برگزیدہ بندے خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول کیلئے اپنے گرد جمع ہونے والے مخلصین سے مالی قربانیاں بھی لیتے رہے ہیں۔

پس ہر انسان کو یہ نہیں کہا کہ تو خود فیصلہ کر کہ تو نے خدا کو خوش کرنے کیلئے کہاں اور کس طرح دینا ہے۔ بعض حالات میں چھوٹی چھوٹی ایسی قربانیاں ہیں جن کے متعلق اس کو کہا کہ تو آپ فیصلہ کر لیا کر مثلاً زکوٰۃ پر اس کے بعض اخراجات وغیرہ ہیں لیکن ان کی حد بندی بھی خود اسلام نے کر دی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی آواز، تلقین یا ندا ہے جو

براہ راست یا بالواسطہ اٹھتی اور بلند ہوتی ہے یہ آواز بالواسطہ آپ کے مخلصین، آپ کے اطاعت گزار، آپ کے عشق اور محبت میں فنا ہونے والوں کے ذریعہ سے اٹھتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس وقت اسلام کو اس بات کی ضرورت ہے اس کیلئے آگے آجاؤ۔

اس زمانہ میں جو ساری دنیا میں ایک جال پھیلنا تھا تبلیغ اسلام کا، اشاعت اسلام کا، اس حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے رکھنے کا، اس پیاری تعلیم سے پڑھے لکھوں کو متعارف کرانے کا، اس کیلئے ایک وقت میں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں وہ وقت آیا کہ خدا کی طرف سے ہمیں باہر نکلنے کا حکم ہوا اور اس کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک جدید کو قائم کیا۔ جیسا کہ ہر اچھے درخت کی ابتدا بھی ایک چھوٹے سے نحیف اور کمزور پودے سے ہوتی ہے تحریک جدید کی ابتدا بھی اسی طرح ہوئی لیکن آج وہ ایک بہت بڑا درخت بن گیا ہے اور سارا سال ہی پھلوں سے لدا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس درخت میں اتنی برکت ڈالی ہے کہ اس کی شاخیں ایک طرف افریقہ کے صحراؤں میں پھیلی ہوئی ہیں اور دوسری طرف شمالی امریکہ کی گنجان اور تہذیب نو کی آبادیوں کے اندر پھیلی ہوئی ہیں اور وہاں چھوٹے چھوٹے جزیرے بن رہے ہیں جو ان نوتہذیب یافتہ لوگوں کو نئی تہذیب کے گند اور اس کی نحوست سے بچا کر اسلام کی حسین تعلیم کے اوپر قائم کر رہے ہیں۔ ان جزیروں میں جو ہمارے احمدی رہ رہے ہیں ان کی زندگیاں بالکل مختلف ہیں۔ پھر ایک طرف اس کی شاخیں جاپان میں چلی گئیں اور آسٹریلیا میں چلی گئیں، جنوبی امریکہ میں چلی گئیں، یورپ اور انگلستان میں اور اُس مڈل ایسٹ میں چلی گئیں جس کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ شاید وہاں بڑا تعصب پایا جاتا ہے اور ہمارے لئے اس کے دروازے کھلے نہیں، وہاں بھی اگرچہ کثرت سے نہیں لیکن دروازے کھلے ہیں وہ لوگ بھی احمدی ہوتے ہیں۔

قریباً ہر ملک ایسا ہے جہاں کے مقامی باشندوں نے احمدیت کو قبول کیا ہے اور احمدیت کو جب مسلمان قبول کرتا ہے تو بعض دفعہ کہتے ہیں کہ مسلمان احمدیت کو کیوں قبول کرے، اسے کیا فائدہ؟ وہ اس لئے قبول کرے کہ احمدیت قبول کر کے دنیا میں اسلام کی اشاعت کا جو انتظام ہوا ہے اور ایک مہم جو جاری ہوئی ہے اور دنیا میں اشاعت اسلام کا ایک جہاد جو شروع ہو چکا ہے اس میں وہ شخص شامل ہو جاتا ہے اور احمدیت سے باہر حقیقی معنوں میں ایسا کوئی

سامان نہیں ہے۔ باقی دنیا دار پیسے بھی بڑے خرچ کرتے ہیں اور ہم قدر کرتے ہیں بڑی بڑی مساجد کی جو بنائی جاتی ہیں اور ہم قدر کرتے ہیں ان پیسوں کے مساجد پر خرچ ہونے کی اور ہم دعائیں کرتے ہیں کہ خدا وہ دن بھی لائے کہ جب یہ مساجد نمازیوں سے بھی بھر جائیں لیکن یہ سعی اور کوشش اور یہ جہاد کہ اسلام کے حسن اور احسان اور اس میں جو جذب پایا جاتا ہے اس کے ذریعہ سے غیر مسلموں کو کھینچنا یہ مہدی علیہ السلام کی مہم ہے اور یہ جہاد جو شروع ہو چکا ہے اس سے باہر کوئی اور جہاد ہمیں نظر نہیں آتا لیکن تاہم ہر کوشش جو اسلام کو پھیلانے کی ہے خواہ وہ باہر ہی ہو ہم اس کی قدر کریں گے ہم اس سے پیار کریں گے وہ ہماری طرف ہی لوگوں کو لانے والی ہے ان کو خواہ نظر آئے یا نہ آئے۔

بہرحال تحریک جدید سے جو ایک چھوٹا سا کام شروع ہوا تھا اب وہ بہت پھیل گیا ہے اب اس کی شکل بدل گئی ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ۱۹۴۴ء تک ہمارے رجسٹروں میں ایک پیسہ بھی بیرون ہندوستان کے چندوں کا نہیں تھا اور اب سوائے ان بنیادی اخراجات کے جو ان پر بہرحال مرکز میں ہوتے ہیں مثلاً لٹریچر کی اشاعت پر خرچ اور جامعہ احمدیہ میں مبلغ بنانے پر خرچ باقی جو ان کے روزمرہ کے اخراجات ہیں انہیں بیرون پاکستان کی ساری دنیا مل کر اجتماعی زندگی میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئی ہے اور پاکستان کی ایک پیسے کی بھی محتاج نہیں رہی۔ اتنا زبردست انقلاب آ چکا ہے دنیا میں۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔تم سوچو ۱۹۴۴ء میں یہ بیرون ہندوستان کی دنیا (اس وقت پاکستان نہیں بنا تھا) مرکز کی پیسے پیسے کی محتاج تھی۔ایک پیسہ بھی ہماری لسٹ میں ان کی آمد کا نظر نہیں آتا اور وہ جو اس وقت پیسے پیسے کی محتاج تھی آج ایک پیسے کی بھی محتاج نہیں ہے۔اتنا انقلاب عظیم آ گیا ہے۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض جگہ نئی تحریکیں شروع ہوئی ہیں اور وہ ایریا وہ ملک وہ ریجن خود اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہوسکتا تو پاکستان سے باہر کے دوسرے ممالک کہتے ہیں کہ ہم تمہاری مدد کو آتے ہیں اور اب تو میں نے پچھلے جمعہ میں بتایا تھا کہ ایک مسجد کی تعمیر کا قریباً سارا خرچ زیادہ تر انگلستان کی جماعتیں اٹھائیں گی لیکن اس کا کوئی ۵؍۱ امریکہ کی جماعتیں اور ۵ فیصد کے قریب سکنڈے نیویا کی جماعتیں اس مسجد پر خرچ کریں گی اس کے لئے ہمیں انہوں نے ثواب سے

محروم کر دیا ہے یا یوں کہیں کہ ہمارے حالات نے ہمیں محروم کر دیا ہے۔ دعا کریں کہ حالات بدل جائیں اور درست ہو جائیں اور پھر جو اگلا منصوبہ ذہن میں آیا ہے یعنی اوسلو (ناروے) کی مسجد کا اس کی تعمیر کی ساری کی ساری ذمہ داری جماعت احمدیہ انگلستان پر ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ انگلستان کی جماعت کے وعدوں کے دو حصے ہیں ان کا حساب الگ الگ ہے۔ جو دوسرا حصہ ہے ان کی جو پہلی رقم ملتی ہے وہ ساری اوسلو کی مسجد پر خرچ کر رہے ہیں کسی اور ملک کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ کہتے ہیں تمہارے پاس پیسہ کہاں سے آ گیا ہے؟ ہماری دولت پٹرول کے چشمے نہیں ہیں ہماری دولت بڑے بڑے کارخانے نہیں ہیں۔ جماعت احمدیہ کی دولت وہ مخلص دل ہیں جو منور سینوں کے اندر دھڑک رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے والے ہیں۔

اس وقت بھی بیرونی ممالک میں وہ لوگ بھی ہیں جو شاید سارا سال بمشکل دو روپے دیتے ہوں گے یا پانچ روپے دیتے ہوں گے۔ اتنے غریب لوگ بھی ہیں لیکن پانچ روپے دے کر وہ اس سے قربانی دے رہے ہیں جو ایک ملینیئر (Millionair) لاکھوں روپے دے کر کیونکہ پانچ روپے دینے سے ان کو خدا کی راہ میں بھوک کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے ان کو کچھ ایسے کھانے کھانے پڑتے ہیں جو ان کے روزمرہ سے کم ہوتے ہیں اور اس اخلاص کے ساتھ جو قربانیاں خدا تعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہیں ہم دعا بھی کرتے ہیں (میں بھی اور ساری جماعت بھی) اور ہم اپنے رب کریم سے امید بھی رکھتے ہیں کہ وہ قربانیاں قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نتیجہ نکلا کرتا ہے خدا کی نگاہ دولت کے انبار دیکھ کر وہ نتائج نہیں نکالتی اس لئے کہ وہ دولت کے انبار کا محتاج نہیں ہے وہ تو غنی ہے وہ تو صمد ہے اس کو تو اموال کی ضرورت نہیں وہ تو مالک کل ہے، ہر چیز اس نے پیدا کی اور وہ اس کا مالک ہے۔ وہ تو جب ثواب کے رنگ میں نتیجہ نکالتا ہے تو وہ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج: ۳۸) دلوں کے تقویٰ کو دیکھا کرتا ہے۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ ایک غریب دنیا کا دھتکارا ہوا پھٹے ہوئے کپڑوں میں ملبوس، کھانا اسے ملتا نہیں اور اگر ملے بھی تو مالی قربانیاں پیش کرنے کی ندا جب اس کے کان میں پڑتی ہے تو باوجود اس غربت کے وہ ایک پیسہ اٹھنی، روپیہ (بہر حال تکلیف اٹھاتا ہے اور)

میرے حضور پیش کر دیتا ہے یہ چیز جب اس کی نگاہ میں آتی ہے تو پھر وہ نتائج نکالتا ہے اور پھر وہ اتنے انقلابی نتائج ہوتے ہیں کہ (انشاء اللہ) دنیا دیکھے گی کہ وہ چیز جو آج انہونی نظر آتی ہے کہ اسلام کیسے پھیلے گا وہ پوری ہو کر رہے گی ۔ایک طرف بڑی زبردست گاڈلیس (Godless) سوسائٹی ہے جو کہتی ہے کہ ہم خدا سے بیزار ہیں ۔تم بھی خدا سے بیزار اور خدا بھی تمہارے اعمال اور منصوبوں سے بیزار لیکن خدا تم سے پیار کرنے والا ہے۔تم اس کی مخلوق ہو۔اس نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ تم چاہو نہ چاہو ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ تم اس کی طرف آؤ گے کھنچے چلے آؤ گے اور تمہیں اس وقت تک چین نہیں آئے گا جب تک کہ تمہاری گردنیں اس کے پاؤں کے اوپر جھک نہیں جائیں گی ۔

پس ہم جو حقیقت سے آگاہ ہیں ہم جو خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو پہنچاننے والے ہیں ہم جانتے ہیں کہ گاڈلیس سوسائٹی (Godless Socicty) کے نعرے لگانے چند دنوں کی بات ہے چند سالوں کی بات ہے۔ ہوگا وہی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا کی کوئی طاقت قرآن کریم کی پیشگوئیوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی۔ پھر دوسری طرف سرمایہ دار ممالک ہیں جہاں عیسائیت بڑی طاقتور ہے لیکن اندر سے کھوکھلی ہے ۔تاہم ظاہر میں بڑی طاقت ہے ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے بڑے پیسے ہیں میں نے شمار تو نہیں کیا لیکن میرے خیال میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں پادری ہیں جو دنیا میں کام کر رہے ہوں گے بے تحاشا ان کا لٹریچر چھپ رہا ہے مگر وہ مانتے ہیں کہ وہ ناکام ہو گئے ہیں ۔اسے تسلیم بھی کرتے ہیں اور اپنے رسالوں میں بھی شائع کرتے ہیں کہ جہاں جہاں افریقہ میں احمدی ہیں وہاں عیسائیت پسپا ہو رہی ہے ۔ایک وقت میں انہوں نے کہا تھا کہ افریقہ خداوند یسوع مسیح کی جھولی میں ہے۔وہ وقت بھی کہ جب وہ یہ نعرے لگاتے تھے اور آج وہ مجبور ہو گئے ہیں یہ تسلیم کرنے پر کہ ہم ایک عیسائی بناتے ہیں تو جماعت دس مسلمان بنا لیتی ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہ ہماری کوششوں یا ہمارے اموال کا نتیجہ نہیں ہے پس جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ دولت کے انبار، محض دولت کے انبار دیکھ کر تو خدا تعالیٰ نتائج نہیں نکالا کرتا وہ تو دلوں کو ٹٹولتا ہے یہ محاورہ ہے ورنہ اس سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے وہ تو دلوں کی

کیفیت کو دیکھتا ہے اگر ان میں تقویٰ ہو اگر خدا تعالیٰ ان میں اپنا پیار پالے اگر ان دلوں میں خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے عشق پائے تو وہ ان کے دو پیسے میں وہ برکت ڈالے گا کہ ساری دنیا کے اموال وہ برکت نہیں پیدا کر سکتے۔

پس تحریک جدید کو خدا تعالیٰ نے اس کے لئے ایک وسیلہ بنایا ہے جس کے نئے سال کا میں نومبر کے شروع میں اعلان کیا کرتا ہوں۔ یہ جو سال نو ہے یہ دفتر اول کا بیالیسواں سال اور دفتر دوم کا بتیسواں سال اور دفتر سوم کا گیارھواں سال ہے۔ پچھلے سال یعنی دفتر اول کے اکتالیسویں سال دفتر دوم کے اکتیسویں سال اور دفتر سوم کے دسویں سال کے مجموعی وعدے نو لاکھ چوالیس ہزار تک پہنچ چکے ہیں جبکہ میں نے جو تحریک کی تھی وہ سات لاکھ نوے ہزار کی تھی۔غرض مخلصین جماعت نے اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے جتنی تحریک کی گئی تھی اس سے زیادہ کے وعدے کر دیئے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں ان وعدوں کے پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔

ہر سال ہمارے وعدے پہلے سے کچھ زائد ہوتے ہیں کیونکہ ہم ایک جگہ ٹھہرنے والی جماعت نہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں اور میں دعا بھی کرتا ہوں اور کرتا بھی رہوں گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا کرے کہ آئندہ سال ہمارے وعدے پچھلے سال سے یعنی جو سال گزر رہا ہے اس کے وعدوں سے زائد کے ہو جائیں۔اس وقت تک جو گزشتہ سال کی وصولی ہوئی ہے وہ قریباً پچاس فیصد ہے لیکن تحریک جدید کا طریق یہ ہے کہ نئے سال کا اعلان تو نومبر کے شروع میں ہو جاتا ہے لیکن پچھلے سال کی ادائیگی ۳۰؍اپریل تک ہوسکتی ہے اور بیچ میں اوورلیپنگ (Overlapping) ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ۳۰؍اپریل تک جماعت اپنے وعدوں کو پورا کر دے گی۔

باقی دفتر والوں نے مجھے ایک اور مشورہ دیا تھا وہ میں قبول نہیں کرتا اس سال کے جو وعدے ہیں ان سے زائد وعدے اور جو اس سال کی وصولی ہوگی اس سے زیادہ وصولی ہونی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق عطا کرے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کا شکر بجا لانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم اگر اس سے بڑھ کر نہیں تو اسی اخلاص سے قربانی دیں۔اوّل

تو اس سے بڑھ کے اخلاص اور اس کی محبت زیادہ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہوئے اور اس مہم اور اس جہاد کی اہمیت کا احساس رکھتے ہوئے مالی قربانی دیں اور اس وقت مالی قربانی کے ساتھ ساتھ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اگلی نسل کو بھی سنبھالیں کیونکہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ ہونا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور میں بتا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر قول قرآن کریم کی تفسیر ہے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات میں سے کسی ارشاد کی تشریح ہے۔ آپ نے استدلال کیا ہے کہ ابھی تین سو سال پورے نہیں ہوں گے کہ مہدی معہود کے ذمے جو فرض عائد کیا گیا ہے نوع انسانی کو خدائے واحد و یگانہ کے جھنڈے تلے جمع کر دینے کا اور ہر دل میں (الا ماشاء اللّٰہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا کر دینے کا یہ فرض انشاء اللہ پورا ہو چکا ہوگا۔ آپ نے جس رنگ میں یہ باتیں بیان کی ہیں اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے جس کا میں کئی بار اعلان کر چکا ہوں کہ میرے نزدیک ہمارے اس جہاد کی پہلی صدی تیاری کی صدی ہے اور اگلی صدی انشاء اللہ تعالیٰ غلبۂ اسلام کی صدی ہے اس لئے ہمیں رحم آتا ہے ان لوگوں پر جو ہمارے احساسات کو نہیں سمجھتے۔ ہمیں اپنے لئے خدا کی قسم کچھ نہیں چاہیئے۔ ہمیں جو کچھ چاہیئے وہ خدائے واحد و یگانہ اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چاہیئے۔ اس کی تیاری کی صدی میں جو باقی پندرہ سال رہ گئے ہیں مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں اور اب بھی بتا دیتا ہوں کہ یہ بڑے سخت سال ہیں کیونکہ اگر جیسا کہ میں سمجھتا ہوں دوسری صدی غلبہ اسلام کی ہے تو اس صدی کے تیاری کے جو آخری پندرہ سال ہیں ان میں وہ سب طاقتیں جو اسلام کو غالب آتا دیکھنا نہیں چاہتیں وہ انتہائی زور لگائیں گی کہ ہم تیاری نہ کرسکیں اور غلبۂ اسلام کی صدی غلبۂ اسلام کی صدی نہ بن سکے۔ ہوگا تو وہی جو خدا چاہے گا لیکن ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی کمریں کس لیں اور ہر قسم کے دکھ اور تکالیف برداشت کر کے یہ جو پندرہ سال ہیں ان میں اس تیاری کو مکمل کر لیں جس تیاری کا مطالبہ غلبۂ اسلام کی صدی ہم سے کر رہی ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہماری تیاریاں سر پھوڑنے کے لئے نہیں ہیں ہماری تیاریاں نیم مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے ہیں، اخلاقی مردوں کو اخلاقی حیات دینے کے لئے ہیں، جو

روحانی طور پر خشک ہیں روحانی آب حیات ان تک پہنچانے کے لئے ہیں، یہ ہے ہماری تیاری۔ ہم تو یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ جو اپنی طرف سے ہمارا مخالف ہے (ہم تو کسی کے دشمن نہیں ہیں لیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہمارا دشمن ہے) ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ اس کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے، سر پھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم نے تو پیار سے اپنوں کو بھی جیتنا ہے اور غیروں کو بھی جیتنا ہے اور انشاء اللہ ہم سب کو امت واحدہ بناویں گے اپنے زور سے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے۔ خدا نے اپنی رحمتوں سے وہ کچھ ظاہر کیا جس کا تصور بھی ہمارے دماغ نہیں کر سکتے تھے کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ بیرونی ممالک کے سارے اخراجات بیرونی ممالک کی جماعتیں اٹھالیں گی۔ جبکہ اس وقت وہ ایک دھیلہ بھی چندہ نہیں دے رہی تھیں ۔ باہر کی جماعتوں کے اخلاص کو دیکھ کر مجھے تو خیال آیا کرتا ہے اور یہ جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ہم مرکزی جماعت ہیں پاکستان ہمارا ملک ہے پاکستان ہمارا مرکز ہے پاکستان کی خوشحالی کے لئے ہم دعائیں کرتے ہیں اس کی دینوی خوشحالی کے لئے ہم دعائیں کرنے والے ہیں۔ دوسرے لوگ بعد میں آ کے کہیں ہم سے آگے نہ نکل جائیں ۔ ایک پاکستانی احمدی کے دل میں یہ بھی ایک غیرت ہونی چاہیئے کہ کسی اور کو ہم آگے نہیں نکلنے دیں گے بلکہ قربانی اور ایثار اور اخلاص اور فدائیت کے جونمونے خدا تعالیٰ کی راہ میں ہم اپنی طرف سے دکھائیں گے کوشش یہ کریں گے کہ خدا تعالیٰ کو وہ سب سے زیادہ پیارے اور مقبول ہو جائیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵؍نومبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

❁❁❁